نوائے وقت
اشاعتِ خاص
ECONOMIC ROUNDUP

# تباہی کے دہانے پر کھڑی پاکستان کی آٹو انڈسٹری

**کار ساز کمپنیوں کے مطابق گاڑی کی قیمت میں 46 فیصد مختلف طرح کے ٹیکسز اور ڈیوٹیز ہیں، مقامی سطح پر تیار گاڑیوں پر سیلز ٹیکس کی شرح 25 فیصد تک بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اس شرح کا اطلاق 1400 سی سی سے زائد طاقت کی گاڑیوں یا 40 لاکھ روپے سے زائد مالیت کی گاڑیوں پر ہوگا**

**حکومت کا یہ فیصلہ مرے ہوئے کو مارنے کے مترادف ہوگا، گاڑیوں کی مقامی صنعت پہلے ہی بلند افراط زر کی وجہ سے طلب میں کمی کی وجہ سے بحران کا شکار ہے،**

**مقامی صنعت کو تحفظ کے خدشات، 10 فیصد شیئر رکھنے والی استعمال شدہ گاڑیوں کا حصہ اب 30 فیصد تک بڑھ چکا ہے، پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (پاما)**

سید شعیب شاہ رم
shoaib.shahram@yahoo.com

عام طور پر پاکستان میں نئی گاڑیاں نئے سال کے آغاز پر خریدی جاتی ہیں جس کی اہم وجہ گاڑی کا نیا ماڈل اور نئے سال کا رجسٹریشن نمبر ہے۔ ویسے تو دنیا میں گاڑیوں کی خریدای ایک معمول کی بات ہے، اور بیرون ملک لوگ با آسانی گاڑیوں کے ماڈل تبدیل کرتے رہتے ہیں۔ لیکن پاکستان میں گاڑی خریدنا اب ایک خواب بنتا جا رہا ہے۔ جس کی بنیادی وجہ گاڑیوں کی آئے روز بڑھتی آسمان کو چھوتی قیمتیں ہیں۔ پاکستان میں گاڑیوں کی قیمتیں اتنی بڑھ چکی ہیں کہ اب مڈل کلاس طبقہ کا گاڑی لینے کا خواب بس اب خواب کی حد تک ہی محدود ہوگیا ہے۔ غریب کی سمجھیجانے والی موٹر سائیکل کو ہی لے لیں تو ان کی قیمتیں بھی آسمان کو پہنچ گئی ہیں اور اب کوئی موٹر سائیکل لاکھ سوا لاکھ روپے سے کم کی نہیں ملے گی، ہاں البتہ

پرانی گاڑی ہو یا موٹر سائیکل وہ کم قیمت پر ہی لے کو خواب پورا کیا جا سکتا ہے، لیکن پرانی گاڑی یا موٹر سائیکل لینے کے بعد جو مرمت کے اخراجات ہیں اس کو دیکھ کر پرانی سواری ایک ڈرانہ خواب ہی لگتا ہے۔ یوتو ہم بھی 15 سال سے زائد عرصے سے ایک ہی گاڑی کا استعمال کر رہے ہیں لیکن وہ تو بھلا ہو کہ ہم نے وہ گاڑی اچھے وقتوں میں لے لی، اور پھر سنگل وونر گاڑی کا پاکستان میں سمجھ سے بالاتر کریز ہے۔ ہم بھی کبھی گاڑی تبدیل کرنے کا سوچتے ہیں تو نئی گاڑی کی قیمت سن کر ہمیشہ ارادہ تبدیل کر لیتے ہیں۔ کبھی کبھی اپنی پرانی گاڑی کے آپشنز کم ہونے کی وجہ سے بری لگ رہی ہوتی ہے تو نئی گاڑیوں کی قیمتیں سن پر پرانی گاڑی بھی خوبصورت ہی لگتی ہے۔ خیر اپنی گاڑی کا ذکر تمام کرکے آٹو انڈسٹری پر آ جاتے ہیں۔

پاکستان میں نئی گاڑیوں کی قیمتیں ہمیشہ سے اتنی زیادہ نہیں تھیں، ڈالر کی بڑھتی قدر اور مہنگائی کے باعث گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ کار ساز کمپنیوں کے مطابق گاڑی کی قیمت میں 46 فیصد مختلف طرح کے ٹیکسز اور ڈیوٹیز ہیں، جس کی وجہ سے گاڑی کی قیمت آسمان تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور پھر پاکستان میں گاڑی کو ایک لگژری ہی بن گیا ہے۔ ماہرین کے مطابق گاڑیوں کی خرید و فروخت براہ راست عوامی کی خوشحالی سے بھی منسلک ہے۔ کیونکہ عام طور پر کسی خاندان میں طویل جدوجہد کے بعد خوشحالی آئے تو لوگ پہلے گھر بناتے ہیں، اچھا ساز و سامان لیتے ہیں، اچھے کپڑے خریدتے ہیں، پھر کہیں جا کر گاڑی کی باری آتی ہے۔ خیر اس پر بحث الگ ہے کہ یرون ملک ایسا نہیں، کیونکہ وہاں گاڑیوں کی قیمتیں اتنی کم ہیں کہ لوگ با آسانی گاڑی خرید سکتے ہیں۔ یہ نظریہ پاکستان کی حد تک ٹھیک لگتا ہے۔ بہر حال، یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں آٹو انڈسٹری شدید مشکلات کا سامنا کر رہی ہے۔ گاڑیوں کی فروخت نہ ہونے کے برابر ہے۔ ایک دور تھا جب یومیہ ہزاروں گاڑیوں خریدی جا رہی تھی، اس وقت سڑکوں پر اتنی گاڑیاں آئیں کہ ہمارا انفرا اسٹرکچر ہی اس کو سنبھالنے کے قابل نہ تھا۔ اور اب بھی مجھ سمیت بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اسی دور کی گاڑیوں دوڑا رہے ہیں اور آج بھر سڑکوں پر ٹریفک جام کی صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ پاکستان میں آٹو انڈسٹری کو پروش پائے بہت طویل عرصہ نہیں ہوا، ابتدائی دور میں گاڑیاں امپورٹ کی جاتی تھیں، بعدازاں 90 کی دہائی میں گاڑیوں کے کارخانے لگنے میں اضافہ ہوا اور پھر مقامی سطح پر پرزہ جات بننے لگے جس سے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہوگیا اور آج بھی اس صنعت سے لاکھوں افراد روزگار کما رہے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے اس انڈسٹری کو کبھی اہمیت نہیں دی گئی اور اسے ایک لگژری کے طور پر دیکھا گیا۔ پھر ملکی معاشی حالات نے اس صنعت کی مشکلات میں اضافہ کر دیا۔

پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن (پاما) کے اعداد و شمار کے مطابق کورونا کے دوران گاڑیوں کی سیلز سب سے زیادہ متاثر ہوئی جس میں گاڑیوں کی فروخت جولائی 2019 سے جنوری 2020 تک 72 ہزار 337 تھی، جبکہ گزشتہ سال یعنی جولائی 2022 سے جنوری 2023 تک یہ صورتحال کچھ بہتر ہوگی 77 ہزار 101 یونٹس کی فروخت تک پہنچ گئی تھی۔ جبکہ جولائی 2019 سے جون 2020 تک گاڑیوں کی مجموعی فروخت 94 ہزار 325 یونٹس کی سطح تک محدود تھی، جو گزشتہ سال یعنی جولائی 2022 سے جون 2023 تک بہتر ہو کر 1 لاکھ 1 ہزار 984 یونٹس تک پہنچ گئی۔ اس سلسلے میں جولائی 2021 سے جنوری 2022 کا عرصہ نمایاں تھا جب گاڑیوں کی فروخت 1 لاکھ 25 ہزار 607 یونٹس تھی، یعنی مالی سال 22-2021 کے ساتھ ماہ میں جتنی گاڑیوں فروخت ہوئیں اس سے بھی کم گاڑیوں گزشتہ سال 12 ماہ میں فروخت ہوئیں۔ جبکہ جولائی 2021 سے جون 2023 کے عرصے میں گاڑیوں کی مجموعی فروخت 2 لاکھ 26 ہزار 433 یونٹس تھی، جو کورونا کے بعد اب تک کی سب سے زیادہ سیلز ہے۔ تاہم انہی اعداد و شمار کو دیکھ کر حکومت کو یہ شعبہ بہت منافع بخش لگا اور حکومت نے اس پر مزید ٹیکس عائد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور نگراں حکومت کی اقتصادی رابطہ کمیٹی نے نئی گاڑیوں میں 1400 سی سی انجن یا 40 لاکھ روپے مالیت سے زائد گاڑی کی فروخت پر 25 فیصد سیلز ٹیکس عائد کر دیا۔ جس کی نگراں وفاقی کابینہ نیتوثیق کر دی۔ اور اب عالم یہ ہے کہ جولائی 2023 سے جنوری 2024 تک صرف 40 ہزار گاڑیوں کے یونٹس فروخت ہوئے۔ گزشتہ سال مجموعی طور پر صرف 60 ہزار سے زائد گاڑیوں فروخت ہوئیں۔ ڈالر کی قدر میں اضافہ، بندرگاہوں اور امپورٹ کا مال پھنسے ہونے کے باعث پاکستانی کی کار ساز کمپنیوں کو اپنے پیداواری یونٹس عارضی طور پر بند رکھنے پڑے۔ جہاں 3 شفٹوں میں کام ہوتا تھا وہاں ایک شفٹ اور یہاں تک کہ ایک دن چھوڑ کر ایک شفت میں کام ہو رہا تھا۔ اس وجہ سے انڈسٹری کی صلاحیت بہت متاثر ہوئی اور گاڑیوں کی نہ صرف قیمتیں بڑھیں بلکہ گاڑیوں کی فروخت بھی بری طرح متاثر ہوئی۔

یہی وجہ تھی کہ سال 22-2021 کے مقابلے سال 24-2023 میں گاڑیوں کی فروخت میں 67 فیصد کمی ہوئی۔ اسی طرح سال 23-2022 کے مقابلے سال 24-2023 کے سات ماہ میں گاڑیوں کی فروخت 47 فیصد سے زائد کم ہوئی۔ اس سلسلے میں نگراں وزیر خزانہ شمشاد اختر کو پاکستان آٹو موٹیو مینوفیکچررز ایسوسی ایشن کی جانب سے ارسال کردہ خط میں کہا گیا ہے کہ اقتصادی رابطہ کمیٹی کے اجلاس میں مقامی سطح پر تیار گاڑیوں پر سیلز ٹیکس کی شرح 25 فیصد تک بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے، اس شرح کا اطلاق 1400 سی سی سے زائد طاقت کی گاڑیوں یا 40 لاکھ روپے سے زائد مالیت کی گاڑیوں پر ہوگا۔ پاما کے مطابق حکومت کا یہ فیصلہ مرے ہوئے کو مارنے کے مترادف ہوگا کیونکہ گاڑیوں کی مقامی صنعت پہلے ہی بلند افراط زر کی وجہ سے طلب میں کمی کی وجہ سے بحران کا شکار ہے۔ انڈسٹری کا کہنا ہے کہ گزشتہ پانچ سال سے مقامی سطح پر تیار کی جانے والی گاڑیوں کی پیداوار اور فروخت میں مسلسل کمی واقع ہو رہی ہے اور سیلز ٹیکس کی شرح میں اضافہ سے مقامی صنعت کی فروخت میں مزید کمی واقع ہوگی۔ پاما نے مقامی صنعت اور درآمد کی جانے والی گاڑیوں کی پالیسی میں عدم توازن کی نشاندہی کرتے ہوئے کہا ہے کہ ایک جانب مقامی سطح پر تیار شدہ گاڑیوں پر سیلز ٹیکس میں اضافے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔ دوسری جانب درآمدی گاڑیوں کی پالیسی میں کوئی ردوبدل نہیں کیا جا رہا، جس سے مقامی صنعت کے تحفظ کو خدشات بڑھ رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مارکیٹ میں 10 فیصد شیئر رکھنے والی استعمال شدہ گاڑیوں کا حصہ اب 30 فیصد تک بڑھ چکا ہے۔ یوں نئے سیلز ٹیکس کے نفاذ کے بعد سوزوکی کلٹس وی ایکس ایل کی قیمت میں 2 لاکھ 42 ہزار روپے کا اضافہ ہوگا اور قیمت 40 لاکھ 84 ہزار سے بڑھ کر 43 لاکھ 26 ہزار روپے ہو جائے گی، اسی طرح 2 لاکھ 59 ہزار روپے اضافے کے بعد سوزوکی کلٹس اے جی ایس کی قیمت بڑھ کر 46 لاکھ 25 ہزار ہو جائے گی۔ سوزوکی سوئفٹ جی ایل مینوئل کی قیمت میں 2 لاکھ 57 ہزار اضافہ اور نئی قیمت 45 لاکھ 93 ہزار، سوئفٹ جی ایل سی وی ٹی کی قیمت میں 2 لاکھ 76 ہزار اضافہ اور نئی قیمت 49 لاکھ 30 ہزار روپے جبکہ سوزوکی سوئفٹ جی ایل ایکس سی وی ٹی کی قیمت میں 2 لاکھ 99 ہزار روپے کا اضافہ ہوگا جس کے بعد نئی قیمت 53 لاکھ 39 ہزار ہو جائے گی۔ ٹویوٹا یارس جی ایل آئی مینوئل کی قیمت میں 2 لاکھ 61 روپے اضافہ ہوگا اور نئی قیمت 46 لاکھ 60 ہزار روپے ہو جائے گی، ٹویوٹا یارس جی ایل آئی سی وی ٹی کی نئی قیمت 2 لاکھ 78 ہزار روپے اضافے کے بعد 49 لاکھ 67 ہزار ہو جائے گی، ٹویوٹا یارس ایٹی آئی وی مینوئل کی قیمت میں 2 لاکھ 76 ہزار جبکہ سی وی ٹی کی قیمت میں 2 لاکھ 91 ہزار روپے کا اضافہ ہوگا جس کے بعد نئی قیمت 51 لاکھ 90 ہزار روپے ہو جائے گی، جبکہ ٹویوٹا یارس ایروسی وی ٹی کی نئی قیمت 3 لاکھ 2 ہزار روپے اضافے کے بعد 54 لاکھ 1 ہزار ہو جائے گی۔ ہونڈا سٹی 1.2 مینوئل کی نئی قیمت 2 لاکھ 79 ہزار روپے اضافے کے بعد 49 لاکھ 78 ہزار ہو جائے گی، ہونڈا سٹی 1.2 سی وی ٹی کی نئی قیمت 2 لاکھ 86 ہزار روپے اضافے کے بعد 51 لاکھ 15 ہزار روپے ہو جائے گی، پروٹون ساگا ایس آٹو میٹک کی نئی قیمت 2 لاکھ 43 ہزار روپے کے اضافے کے بعد 43 لاکھ 42 ہزار ہو جائے گی۔ اس طرح دیکھا جائے تو تمام ہی گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوگا۔

آٹو انڈسٹری ایکسپرٹ، مشہود علی خان

**حکومت ٹیکس کلیکشن میں اضافہ چاہتی ہے تو پروڈکشن پر مبنی مراعات کا پلان متعارف کرائے،**

**لوکل انڈسٹری میں مقامی سطح پر تیار پرزہ جات کے استعمال میں اضافہ کیلئے پالیسی مرتب کی جائے،**

**حکومت چھوٹی گاڑیوں پر سیلز ٹیکس 10 فیصد اور شرح سود میں کمی کرے، آٹو انڈسٹری کو سہولت دے کر گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ سے ہی ٹیکس کلیکشن میں اضافہ ہوگا، مشہود علی خان**

اس سلسلے میں آٹو انڈسٹری کے ایکسپرٹ مشہود علی خان کے مطابق حکومت کو سب سے بڑا چیلنج افراط زر یا مہنگائی کا ہے، جس پر قابو پانے کیلئے حکومت کیا اقدامات کرتی ہے یہ سب سے بڑا سوالیہ نشان ہے، ایسی صورت میں جب سیلز ٹیکس میں اضافہ کر دیا گیا ہے، تو چھوٹے سیگمنٹ کی گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ سے صارفین کیلئے جو پہلے ہی مہنگی گاڑیوں خریدنے سے قاصر تھے مزید مہنگی کار خریدنا ناممکن ہوگا۔ حکومت اگر ٹیکس کلیکشن میں اضافہ کرنا چاہتی ہے تو اس کیلئے اسے پروڈکشن پر مبنی مراعات کا پلان متعارف کرائے۔ جو مقامی سطح پر گاڑیوں تیار کر رہے ہیں اور ان کی گاڑیوں میں مقامی سطح پر تیار پرزہ جات لگے ہیں اس پر ایک پالیسی بنائی جائے۔ جس سے نہ صرف مقامی انڈسٹری بڑھے گی، ملازمت کے مواقع پیدا ہوں گے اور مقامی سطح پر تیار گاڑیوں کی قیمتیں بھی کم ہوں گی۔ جب قیمتوں پر قابو پایا جائے گا تو گاڑیوں کی فروخت بھی بڑھے گی اور گاڑیوں کی پیداوار میں بھی اضافہ ہوگا، جس سے نتیجتاً ٹیکس وصولی بھی بڑھے گی۔ مشہود علی خان کے مطابق حکومت چھوٹی گاڑیوں پر سیلز ٹیکس میں کمی کر کے 10 فیصد پر لائے، اس کے علاوہ اسٹیٹ بینک کے ساتھ بیٹھ کر چھوٹی گاڑیوں کی فنانسنگ پر شرح سود میں کمی کی جائے جس سے گاڑیوں کی فنانسنگ میں اضافہ ہو اور گاڑی عام آدمی کی پہنچ میں آ سکے،

اس وقت 22 سے 24 فیصد پر فنانسنگ جس میں ماہانہ قسط 50 ہزار روپے سے 2 لاکھ روپے تک پہنچ جاتی ہے، دوسری جانب اسٹیٹ بینک نے ایک پالیسی دی ہوئی ہے کہ 30 لاکھ روپے سے زائد کی فنانسنگ نہیں ہوگی، جو عملی طور پر غیر مناسب ہے۔ مشہود علی خان کی حکومت کو یہی تجویز تھی کہ وہ شرح سود میں کمی کریں تاکہ انڈسٹری کو وسعت ملے، عام صارف کی پہنچ میں فنانسنگ ہو سکے اور گاڑیوں پر سیلز ٹیکس میں کمی کی جائے۔

یہاں ایک بات اور بھی تعجب کی ہے کہ حکومت نے امپورٹڈ گاڑیوں پر کوئی پابندی عائد نہیں کی۔ جس دوران گاڑیوں کی فروخت میں نمایاں اضافہ ہوا ان دنوں گاڑیوں کی امپورٹ پر پابندی عائد تھی، جس سے ملک سے خطیر زرمبادلہ باہر جا رہا تھا۔ تاہم اب حکومت نے کیا سوچ کر امپورٹڈ گاڑی پر تو کوئی ٹیکس عائد نہیں کیا بلکہ امپورٹ پر عائد پابندی بھی ختم کر کے مقامی انڈسٹری پر ٹیکسوں کی بھرمار کر دی۔ اس اقدام سے خدشہ ہے کہ امپورٹڈ گاڑیوں کی فروخت میں اضافہ ہوگا کیونکہ وہ عام آدمی کی پہنچ میں ہوں گی اور مقامی گاڑیوں کی انڈسٹری تباہی کا شکار ہو جائے گی۔

مقامی گاڑیوں کی کمپنیوں کا پہلے ہی برا حال ہے جو کہ گزشتہ ایک سال کے دوران ان کی پروڈکشن اور فروخت کی شرح سے واضح ہے۔ ترجمان پاما کے مطابق پہلے ہارس پاور یعنی سی سی کے اعتبار سے لگژری گاڑیوں کا تعین کیا جاتا تھا کہ 1400 سی سی کے اوپر کی گاڑیاں لگژری تصور ہوں گی اور اسی لیے ان پر سیلز ٹیکس کی شرح 25 فیصد ہوگی۔ مگر اب ان کے مطابق اسے پرائس کیپ کر دیا گیا ہے، یعنی چار ملین (40 لاکھ روپے) سے اوپر تمام گاڑیاں لگژری تصور ہوں گی اور ان پر 25 فیصد سیلز ٹیکس عائد ہوگا۔ ترجمان پاما نے مزید کہا کہ نگران حکومت کی جانب سے ہم سے مشورہ نہیں کیا گیا۔۔۔ اچھے زمانے تھے جب ہمیں بلایا کرتے تھے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ سیلز ٹیکس میں اضافہ اس لیے کیا گیا ہے تاکہ حکومت اضافی ٹیکس حاصل کر سکے۔ لیکن اگر سیل ہی کم ہو جائے گی تو اضافی ٹیکس نہیں آئے گا۔ یہ اقدام غیر موثر ثابت ہوگا۔ ان حالات میں لوگ نئی گاڑیاں لینے کے بجائے پرانی استعمال شدہ گاڑیاں خریدنے کو ترجیح دیں گے جس کا مارکیٹ شیئر پہلے ہی 10 فیصد سے بڑھ کر 30 فیصد ہو گیا ہے، اس لیے کہ ان پر تو کوئی ٹیکس نہیں بڑھا۔

اس اقدام سے قبل 1400 سی سی انجن سے اوپر کی تمام گاڑیوں کو لگژری تصور کر کے ان پر 25 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا جاتا تھا۔ تاہم اب 40 لاکھ روپے سے اوپر ان 1400 سی سی انجن سے نیچے کی تمام گاڑیوں پر 18 فیصد کی بجائے 25 فیصد سیلز ٹیکس عائد ہوگا۔ سادہ الفاظ میں اب کوئی بھی 1000 سی سی سے زائد کی کار اب پاکستان میں ایک لگژری ہے۔ اس سے قبل (صرف) 1400 سی سی سے زائد گاڑیوں پر 25 فیصد لگژری ٹیکس لاگو ہوتا تھا۔

تاہم استعمال شدہ گاڑیاں فروخت کرنے والے کار شوروم ڈیلرز ایسوسی ایشن کے چیئرمین عادل خان کے مطابق نئی گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ کے بعد پرانی گاڑیوں کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے عام صارف جو موٹر سائیکل سے گاڑی پر منتقل ہونے کا خواب دیکھتا ہے وہ ادھورا ہی رہ جاتا ہے۔ امپورٹڈ گاڑیوں پر ان کا مقف یہی تھا کہ مقامی سطح پر تیار گاڑیاں اتنی مہنگی اور عام آدمی کی پہنچ سے دور ہیں تو ایسے میں گاڑیوں کی ضرورت یہی امپورٹڈ گاڑیاں پوری کر رہی ہیں، یہی وجہ ہے کہ ان گاڑیوں کا مارکیٹ شیئر بھی بڑھا ہے۔ کیونکہ لوگ نئی گاڑی خریدنے کی جگہ اب امپورٹڈ گاڑی کو لینے میں ترجیح دیتے ہیں، جس پر رجسٹریشن، ٹیکس اور دیگر معاملات میں پیسوں کی بچت ہوتی ہیں وہیں یہ گاڑیاں کم قیمت اور آپشنز میں مقامی گاڑیوں سے زیادہ ہوتی ہیں۔ ان گاڑیوں کو دیکھ کر یہی لگتا ہے کہ جاپان یا دیگر ممالک جہاں یہ گاڑیاں تیار ہوتی ہیں وہاں حکومت عام آدمی کی سہولت کیلئے کتنا فکر مند ہے، جو یہاں کب ممکن ہوگا۔

اس ضمن میں ضروری ہے کہ حکومت آٹو انڈسٹری سے اگر اضافی ٹیکس وصول کرنا چاہتی ہے تو اس شعبے کیلئے سازگار ماحول فراہم کرے۔ گاڑیوں کی امپورٹ پر پابندی عائد کی جائے اور ایک طویل مدت آٹو پالیسی دی جائے جس میں مقامی انڈسٹری سمیت مقامی پرزہ جات بنانے کو فروغ دیا جائے۔